نام کتاب : مولانا آزاد لائبریری ڈوکومنٹیشن سروس (اُردو) ۹-۱۲)

مرتبین : ڈاکٹر عطا خورشید اور ڈاکٹر (مسز) سائشتہ خان

ناشر : مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

صفحات : ۴۱۰

قیمت : درج نہیں

تبصرہ نگار : ڈاکٹر محمد طفیل☆

عصر حاضر کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ محققین اپنی تحقیقی نگارشات شروع میں مقالات کی شکل میں مجلّات و رسائل میں طبع کرتے ہیں تاکہ تحقیقی آراء اور جدید تحقیقی نتائج زیربحث آئیں۔ ان کے بارے میں علمی مکالمہ ہو اور علمی بحث و تمحیص کے بعد جو آراء اور تحقیقی نتائج حتمی اور متفقہ قرار پائیں، صرف انہیں کتابی شکل میں طبع کیا جائے۔ نیز دینی، لسانی، معاشرتی اور تہذیبی مسائل کی اس قدر کثرت ہے کہ انہیں ایک ہی مجلّہ میں بیان کرنا دشوار ہے۔ اس لیے دنیا کی ہر زندہ زبان میں بڑی تعداد میں تحقیقی مجلّات شائع ہوتے ہیں اور دنیا کی پانچویں بڑی زبان ہونے کے حوالے سے اُردو زبان کا دامن بھی تحقیقی مجلّات سے مالامال ہے جن سے محققین اور دانشور استفادہ کرتے ہیں۔

دوسری جانب قارئین کو نہ تو تمام رسائل و مجلّات تک رسائی حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی اس قدر وقت اور وسائل، کہ وہ سب رسائل کا مطالعہ کرسکیں۔ نیز ہر قاری اور ہر محقق کا دائرہ تحقیق اور ذوق مطالعہ بھی یکساں نہیں ہوتا۔ اس لیے ہر فرد کے لیے تمام مجلّات کا مطالعہ کرنا مفید بھی ثابت نہیں ہوتا۔ مزید برآں عصر حاضر میں معلومات کے تیز تر حصول نے ایسے مواقع اور وسائل فراہم کر دیے ہیں کہ دنیا میں مختلف خطوں میں بسنے والے افراد کرہ ارض کے ہر خطہ کی تحقیق سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس ضرورت کے پیش نظر اشاریہ سازی اور فہارس سازی کو رواج دیا گیا تاکہ محققین اپنے موضوع سے متعلق تحقیقی مجلّات میں چھپنے والے مواد تک بآسانی رسائی حاصل کرسکیں۔

زیرنظر تالیف ''مولانا آزاد لائبریری ڈوکومنٹیشن سروس (اُردو)'' اسی نوعیت کی ایک کاوش ہے۔ جس میں منتخب اُردو رسائل کے مشتملات اور مندرجات سے متعارف کرایا گیا ہے۔ مولانا آزاد لائبریری

☆ مکان نمبر ۱۹۶، ای سٹریٹ نمبر ۱۷، سیکٹر جی ۶/۲، اسلام آباد

DMHL

برصغیر کا ایک بڑا کتب خانہ ہے جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے طلبہ کی تحقیقی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اس کتب خانے میں جو جرائد موصول ہوتے ہیں۔ زیرِ نظر تالیف انہیں جرائد کا احاطہ کرتی اور انہیں جرائد کے مشتملات اور مندرجات سے متعارف کراتی ہے۔

اس خصوصی شمارہ میں چوالیس مؤقر جرائد جو ہندوستان، پاکستان یا برطانیہ سے طبع ہوتے ہیں، کو الفبائی ترتیب کے ساتھ جگہ دی گئی ہے اور ان رسائل میں صرف ۲۰۰۴ء میں شائع ہونے والے مقالات سے متعارف کرایا گیا ہے۔

دیگر عالمی وثیقہ جاتی خدمات کی طرح مولانا آزاد کتب خانہ کی زیرِ تبصرہ وثیقہ جاتی خدمت عالمی معیار کی ہے۔ اس میں مجلّات کا انتخاب، ان کی الفبائی ترتیب، مجلّات کے مندرجات اور ان مندرجات کا تنوع سب عالمی معیار کی چیزیں ہیں۔ اسی طرح موضوع اشاریہ (۲۵۲-۲۹۱) مصنف اشاریہ (۲۹۲-۳۴۳) اور عنوان اشاریہ (۳۴۴-۴۱۰) بھی اس وثیقہ کو عالمی درجے کا استنادی حوالہ بناتے ہیں، تاہم اس وثیقہ میں ہندسیاتی نظام بہت مغلَق ہے، اسے مزید آسان بنانے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ نظام بظاہر انگریزی نظام کا چربہ معلوم ہوتا ہے اور اُردو زبان کے متداول نظام سے کم کم مطابقت رکھتا ہے۔

مولانا آزاد کتب خانہ کی زیرتبصرہ دستاویز دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس دستاویز کا پہلا حصہ چوالیس جرائد کے مشتملات پیش کرتا ہے (ص۷-۲۵۱) جو محض حوالہ جاتی خدمت کا عکاس ہے اور قاری کو اس امر کی رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ اس کا مطلوبہ موضوع یا مقالہ کس رسالہ کے کس شمارے میں شامل ہو کر اس شمارے کے کن صفحات پر طبع ہوا ہے۔ یہ معلومات یقیناً مفید ہیں اور قاری کو اپنا مطلوبہ حوالہ حاصل کرنے میں مد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔ جبکہ اس دستاویز کا دوسرا حصہ تین طرح کے اشاریوں پر مشتمل ہے جو یقیناً بہت مفید ہے۔ خصوصاً عنوان اشاریہ (ص ۳۴۴-۴۱۰) کی افادیت مسلمہ ہے کیونکہ یہی وہ کلید ہے جس کے ذریعے قاری اور محقق اپنا مطلوبہ مواد حاصل کر سکتا ہے۔ اس طرح سے یہ دستاویز ایک حوالہ جاتی کتاب ہونے کا درجہ حاصل کر لیتی ہے جس کی اُردو زبان میں آج بھی کمی شدت سے محسوس کی جاتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی طالب علم یا محقق بابائے اُردو مولانا عبدالحق کی اُردو خدمات پر پڑھنا یا کام کرنا چاہتا ہے تو اس دستاویز میں اسے بابائے اُردو پر پانچ تحقیقی مقالات (ص ۳۵۶) ملتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی قاری یا محقق خط یا خطاطی کے موضوع پر مواد کا متلاشی ہے تو یہ دستاویز اسے اس عنوان سے پانچ مقالات فراہم کرتی ہے (ص ۳۶۹) جو قابل تحسین

خدمت ہے۔

عالمی آداب میں جدید رجحانات کا پیدا ہونا اور پروان چڑھنا ایک معمول کا عمل ہے، چنانچہ اُردو ادب بھی اس نو بنو تبدیلی سے خالی نہیں ہے لیکن اُردو زبان میں لکھی جانے والی تحریروں کے مقبول اور جدی موضوعات اور رجحانات معلوم کرنا آسان کام نہیں ہے کیونکہ دنیا کی بڑی زبان ہونے کے حوالے سے یہ زبان ایک وسیع خطہ اور بہت سے ممالک میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ جن کے الگ الگ مسائل، جدا جدا موضوعات اور جداگانہ رجحانات ہیں۔ زیرتبصرہ دستاویز کا ''عنوان اشاریہ'' اُردو ادب اور اُردو زبان میں لکھے جانے والے موضوعات اور ان کے رجحانات کی نشاندہی کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ دستاویز ''غزل'' کے موضوعات اور رجحانات کی نشان دہی کرتی ہے اور اس موضوع پر متعدد مقالات بہم پہنچاتی ہے۔(ص ۳۸۶)

اس دستاویز کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ یا تو اُردو زبان تہی دامن ہے کہ وہ بڑھتی ہوئی لسانی ضرورتوں کو پورا کرنے سے قاصر ہے اور لکھنے والوں کو مجبوراً انگریزی الفاظ کا سہارا لینا پڑتا ہے یا ہندوستانی قلمکار تکلفاً انگریزی الفاظ اُردو میں داخل کر رہے ہیں۔ ہم اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ زندہ زبانوں کے مابین ''لینے اور دینے'' کا عمل جاری رہتا ہے اور اُردو زبان تو اپنی ذات میں ہی کئی زبانوں کے الفاظ کے مجموعہ سے عبارت ہے اور اُردو نے بھی ریل، سٹیشن اور کاپی جیسے انگریزی الفاظ اپنے میں جذب کر لیے ہیں لیکن جب اُردو الفاظ موجود ہوں اور ان کے معانی اور مفاہیم اُردو خواں طبقہ میں مروج بھی ہوں تو ان اُردو الفاظ کی جگہ تکلف کے ساتھ انگریزی الفاظ استعمال کرنا اُردو کو اس کے اپنے لسانی سرمائے سے محروم کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ اس دستاویز کے عنوان میں ''مولانا آزاد'' کے علاوہ باقی تمام الفاظ انگریزی ہیں، جنہیں آسانی سے اُردو میں منتقل کر دیا گیا ہے حالانکہ ان کے مروجہ اُردو متبادلات موجود ہیں۔

یہ دستاویز ایک ایسا حسین مرقع ہے جس میں متنوع موضوعات پر ۲۰۰۶ء میں چھپنے والی اُردو تحریروں سے روشناس کرایا گیا ہے جو یقیناً ایک اعلیٰ خدمت ہے جسے نہ صرف جاری رہنا چاہیے بلکہ اس کی کیفیت میں بہتری اور کمیت میں اضافہ ہوتے رہنا چاہیے جس کے لیے ضروری ہے کہ اُردو زبان میں شائع ہونے والے زیادہ سے زیادہ رسائل کا احاطہ کیا جائے۔ ان کے تحقیقی مقالات کی معیار بندی کی جائے اور رسائل اور مقالات کو آئندہ کی ایسی دستاویزات میں شامل کرتے وقت مقررہ معیار کی مکمل پابندی کی جائے۔

اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو زیر تبصرہ خدمت اُردو کی ایک مفید اور بلند پایہ خدمت ہے۔ اس علمی کاوش کے لیے اس کے مرتبین اور جامعہ علی گڑھ کی خدمات لائق تحسین ہیں۔